# باب اول

## تنقید کا فریضہ

● ۱- تنقید کی تعریف

(مشرق ومغرب کے حوالے سے)

● ۲- تنقید کی اقسام

(الف) نظری تنقید

(ب) عملی تنقید

● ۳- تنقید کا منصب

(الف) تشریح

(ب) تجزیہ

(ج) تعین قدر

# تنقید کی تعریف

## (مشرق و مغرب کے حوالے سے)

تنقید کا لفظ عام طور پر نکتہ چینی، تنقیص، عیب جوئی وغیرہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر ادبی اصطلاح میں تنقید فن پارے کے مطالعے کا وہ طریقہ ہے، جس کے ذریعہ فن پارے کی تفہیم و تحسین ہوتی ہے۔ ادبی نقاد میں فن پارے کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ نقاد کا کام فنی تخلیق کے حسن و قبح کی جانچ کرنے کے بعد اس کی قدر و قیمت کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اچھے ادب کی تخلیق کے لیے تنقید لازمی ہے۔ تنقیدی شعور کے بغیر اعلیٰ ادب کی قدروں کا تعین ممکن نہیں ہے۔ سید عابد علی عابد اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اصطلاح میں ادبی تخلیقات کو پرکھنے اور ان کی قدر و قیمت کو متعین کرنا انتقاد کہلاتا ہے۔ نقاد کا منصب یہ ہے کہ ادبی (یا فنی) کاوشوں پر غور کرنے کے بعد ان کی قدر و قیمت کے متعلق دیانتداری سے صحیح فیصلے صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ قدر و قیمت کے تعین میں اسلوب، ہیئت، پیکر یا تکنیک کے کوائف کا تجزیہ بھی شامل ہے۔''[1]

تنقید کا لفظ نقد (ن ق د) سے بنا ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے Criticism کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو یونانی لفظ Krites سے مشتق ہے، جس کے معنی "To judgement or to discern" ہے۔ اس طرح تنقید کو جانچ، پرکھ، تجزیہ وغیرہ کا عمل کہا جاتا ہے۔

لغت میں تنقید کے درج ذیل معنی بیان کیے گئے ہیں:

# تنقید کی تعریف

## (مشرق و مغرب کے حوالے سے)

تنقید کا لفظ عام طور پر نکتہ چینی، تنقیص، عیب جوئی وغیرہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ مگر ادبی اصطلاح میں تنقید فن پارے کے مطالعے کا وہ طریقہ ہے، جس کے ذریعہ فن پارے کی تفہیم و تحسین ہوتی ہے۔ ادبی نقاد میں فن پارے کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ نقاد کا کام فنی تخلیق کے حسن و قبح کی جانچ کرنے کے بعد اس کی قدر و قیمت کا تعین کرنا ہوتا ہے۔ اس لیے اچھے ادب کی تخلیق کے لیے تنقید لازمی ہے۔ تنقیدی شعور کے بغیر اعلیٰ ادب کی قدروں کا تعین ممکن نہیں ہے۔ سید عابد علی عابد اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اصطلاح میں ادبی تخلیقات کو پرکھنے اور ان کی قدر و قیمت کو متعین کرنا انتقاد کہلاتا ہے۔ نقاد کا منصب یہ ہے کہ ادبی (یا فنی) کاوشوں پر غور کرنے کے بعد ان کی قدر و قیمت کے متعلق دیانتداری سے صحیح فیصلے صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ قدر و قیمت کے تعین میں اسلوب، ہیئت، پیکر یا تکنیک کے کوائف کا تجزیہ بھی شامل ہے۔''[۱]

تنقید کا لفظ نقد (ن ق د) سے بنا ہے۔ انگریزی میں اس کے لیے Criticism کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو یونانی لفظ Krites سے مشتق ہے، جس کے معنی "To judgement or to discern" ہے۔ اس طرح تنقید کو جانچ، پرکھ، تجزیہ وغیرہ کا عمل کہا جاتا ہے۔

لغت میں تنقید کے درج ذیل معنی بیان کیے گئے ہیں:

۱- (الف) ایسی رائے جو برے بھلے یا صحیح غلط میں تمیز کرادے، پرکھ، چھان بین، کھوٹا کھرا، جانچ۔

(ب) وہ تحریر جس میں کسی فن پارے کے حسن و قبح پر فنی اصول و ضوابط کی روشنی میں اظہار رائے کیا گیا ہو۔

۲- نکتہ چینی، اعتراض- زندگی کی اچھائی برائی پر نظر ڈالنا یا بیان کرنا، زندگی کے احوال اور کوائف کی چھان بین۔'' ۲

انگریزی میں Webster Dictionary نے تنقید کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے:

1- "The act of criticizing, especially unfavorably; censure; also a critical abservation, judgement or review."

2- " The art of judging with knowledge and propriety the beauties and faults of works of art or literature; hence similar consideration of moral or logical values." 3

اس کے علاوہ ابوالکلام قاسمی تنقید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ادبی تنقید، شعروادب کی پرکھ اور اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو سمجھنے اور سمجھانے کا نام ہے۔ تنقید کے دائرہ کار میں تعریف و تحسین بھی شامل ہے اور فن پارے کے نقائص کی نشان دہی بھی۔ اسی باعث تنقید کا عمل توازن، غیر جانب داری اور معروضیت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔'' ۴

ان بیانات کی روشنی میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تنقید کے اصطلاحی معنی میں بہت وسعت ہے۔ تنقید صرف ادب پارے کی جانچ پرکھ اور فیصلہ صادر کرنے کا کام نہیں انجام دیتی بلکہ تنقید کا کام ادب کی ماہیت کو سمجھانا، تخلیقات کا تجزیہ کرنا، ان کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینا اور بہترین ادب سامنے لانا ہے۔ تنقید کی رہنمائی کے بغیر ہم ادبی تخلیقات کی خوبی و خامی، اہمیت اور افادیت کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

انگریزی نقاد آئی۔اے۔رچرڈ (I. A. Richards) نے تنقید کے مفہوم کو اس طرح بیان کیا ہے:

"Criticism, as I understand it is the endeavour to discriminate between experiences and to evaluate

them." 5

(ترجمہ:-تنقید جہاں تک میں سمجھتا ہوں، یہ تجربات اور مشاہدات کے درمیان امتیاز قائم کرنے کی کوشش اور ان کی قدر و قیمت متعین کرنے کا نام ہے۔)

A Dictionary of Literary Terms میں تنقید کی تعریف اس طرح درج ذیل ہے:

"The art or Science of literary criticism is devoted to the comparison and analysis to the interpreation and evaluation of the works of literature." 6

تنقید تجزیے، تشریح اور موازنے کا کام کرنے کے ساتھ ساتھ فن پارے کی ترجمانی اور قدر و قیمت بھی متعین کرتی ہے۔ اس کے علاوہ تنقید شعر و ادب کے اصول بھی مرتب کرتی ہے۔ اسی خیال کا اظہار آل احمد سرور کے یہاں بھی ملتا ہے:

''تنقید وضاحت ہے، تجزیہ ہے، تنقید قدر و قیمت متعین کرتی ہے۔ ادب اور زندگی کو ایک پیمانہ دیتی ہے۔ تنقید انصاف کرتی ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ، جھوٹ اور سچ، پست اور بلند کے معیار قائم کرتی ہے۔ تنقید ہر دور کی ابدیت کی عصریت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ تنقید ادب میں ایجاد کرنے اور محفوظ رکھنے دونوں کا کام انجام دیتی ہے۔'' ۷

اس تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تنقید ذہنوں کو بیدار کرتی ہے اور پڑھنے والوں میں تجزیہ کرنے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ تنقید قاری اور مصنف کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے۔ تنقید کی رہنمائی کے بغیر فن پارے کی اہمیت و افادیت اور مفہوم تک پہنچنے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تنقید ادب پارے کی قدر و قیمت متعین کرتی ہے۔ اسی خیال کو سید عبداللہ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

''تنقید اس عمل یا ذہنی حرکت کا نام ہے، جو کسی شے یا ادب پارے کی ان خصائص کا امتیاز کرے جو قیمت (Value) رکھتی ہیں، برخلاف اس کے جن میں Value نہیں ہے۔'' ۸

تنقید کی ان تمام تعریفوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تنقید تجزیے اور پرکھ کا مشکل کام انجام

دیتی ہے اور اس کو انجام دینے کے لیے اصول وضوابط مرتب کرتی ہے اور انہیں ضوابط کے مطابق متن کی تعین قدر کرتی ہے۔ تنقید فن پارے کا معیار متعین کرتی ہے، اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ لگاتی ہے تاکہ معیاری اور غیر معیاری متن میں امتیاز ہو سکے۔ تنقید صرف فن پارے کی خرابیوں اور عیوب سے سروکار نہیں رکھتی بلکہ اس کی اچھائیوں اور محاسن کو بھی منظر عام پر لاتی ہے۔ انگریزی نقاد ایف. آر. لیوس کا کہنا ہے کہ ''ہم فن کار کے مقصد اور ارادہ کا اس وقت پتہ لگا سکتے ہیں جب اس کی تخلیق کو ادبی تنقید کے تمام اصولوں پر اچھی طرح پرکھ لیں۔ نقاد کو چاہیے کہ فن پارے کو اسی طرح دیکھے، جس طرح وہ ہے، اسے اس امر پر غور کرنا ہے کہ فن پارہ جیسا کہ ہے، کیا ہے؟ کیوں ہے اور جو کچھ ہے اس سے مختلف کیوں نہیں ہے؟'' اگر ان سوالات کے جوابات کو نقاد حل نہیں کرتا تو وہ نہ فن پارے کی تہہ تک پہنچ سکے گا اور نہ ہی فن پارے کے ساتھ انصاف کر سکے گا۔ اس لیے تنقید کے فریضے کو پورا کرنے کے لیے ہمیں نقاد کے فرائض کو بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ نقاد کی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ایچ کومبس (H. Coombes) نے لکھا ہے:

> "It is in the worlds of the writer, in his choice and ordering and organization of language, that his worth shews itself; as a literary artist expersing experiences worth our deepest attention." 9

کومبس (Coombes) کی اس تعریف سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ نقاد کو صرف اس متن پر نظر رکھنی چاہئے، جو اس کے سامنے ہے یعنی فن پارے پر نہ کہ اس پر کہ اس کا پیش کرنے والا کون ہے؟ کن خیالات کا حامل ہے؟ اگر نقاد فن پارے کے علاوہ دیگر متعلقات کو بھی پیش نظر رکھے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنی ذاتی پسند ناپسند کو تنقید میں جگہ دے رہا ہے۔ یہ بات تنقید اور نقاد دونوں کا عیب ہے۔ تنقید کرتے وقت نقاد کو اپنی ذاتی پسند اور اپنے نجی جذبات کو درکنار کر کے صرف فن پارے کا تجزیہ کر کے اس کی قدر و قیمت متعین کرنی چاہیے۔ ادب کو پرکھنے اور اس کا تجزیہ کرنے کے لیے نقاد کو کچھ ادبی اصول اور معیار کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔ نقاد میں فن پارے کو سمجھنے اور اس کا تجزیہ کرنے کی خاص صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی فن پارے کو سمجھنے، اس پر غور کرنے کے بعد اس کی صحیح قدر و قیمت متعین کرے۔ اس سلسلے میں کلیم الدین احمد لکھتے ہیں:

''تنقید کوئی کھیل نہیں، جسے ہر شخص بہ آسانی کھیل سکے۔ یہ ایک فن ہے، ایک

صناعی ہے۔فن تو ہر طرح کے ہوتے ہیں مشکل بھی اور آسان بھی۔تنقید مشکل ترین فن ہے۔ ہر فن کی طرح اس کے بھی اصول وضوابط اور اغراض ومقاصد ہیں۔ادب اور زندگی میں اس کی مخصوص اور قیمتی جگہ بھی ہے۔اس لیے ہر کس و ناکس ایک نقاد کے فرائض انجام نہیں دے سکتا ہے۔..........اس (نقاد) کی نظر بہت وسیع ہوتی ہے۔وہ اپنی زبان کے ادبی کارناموں سے پوری واقفیت رکھتا ہےاور دوسری زبانوں کے بہترین ادب سے بھی واقفیت رکھتا ہے۔اس واقفیت کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جو کچھ پڑھے، اس سے متاثر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو۔''۱۰

تنقید کے اصول ایک نقاد سے سخت محنت کا مطالبہ کرتے ہیں۔نقاد کو پوری دیانتداری سے چھان بین کرنی پڑتی ہے،تب جاکر تنقید کا حق ادا ہوتا ہے۔نقاد کا فریضہ یہ ہے کہ دیانت اور انصاف کے ساتھ فن پارے پر اپنی رائے دے۔ پروفیسر قاضی جمال حسین اس کے متعلق لکھتے ہیں:

''نقاد کا منصب یہ ہے کہ دیگر خارجی حوالوں سے صرف نظر کر کے فن پارے سے براہ راست وہ ایسا رشتہ اور رابطہ استوار کرے کہ اس بنیادی وجدان/تاثر تک رسائی حاصل ہو سکے، جہاں سے فن کار نے تخلیق کا سفر شروع کیا تھا۔''

تنقید کا کام ادب کی ترجمانی ہےاور اس کے محاسن ومعائب کو سمجھنے میں مدد دینا ہے۔اس لیے وہ ادب پاروں کا تجزیہ اور تشریح کر کے اسالیب، تکنیک اور جمالیاتی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔تنقید ادب کے معیار واقدار کی اصول سازی کرتی ہےاور اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق ان کی تشکیل نو کرتی ہے۔ تنقید جب کسی فن پارے کو پرکھتی ہے، اس کی اچھائیاں اور برائیاں دونوں کو نمایاں کرتی ہے۔اگر تنقید یہ فریضہ انجام نہیں دیتی تو اپنے منصب کا حق نہیں ادا کر سکتی، اس لیے اعلیٰ ادب کی تخلیق اور ادب کی پرکھ کے لیے تنقید لازمی ہے۔تنقیدی شعور کے بغیر نہ تو اعلیٰ ادب کی تخلیق ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کی قدر وقیمت متعین ہو سکتی ہے۔

## تنقید کی اقسام

فن پارے کی جانچ، پرکھ، اچھے۔ برے اور کھرے کھوٹے میں فرق و تمیز کا نام تنقید ہے۔ تنقید فن پارے کا تجزیہ کر کے اس کی قدر و قیمت متعین کرتی ہے۔ تنقید نگار ادبی تحریروں کا مطالعہ بعض اصولوں کی روشنی میں کرتا ہے۔ جو تنقید ان اصولوں کے بارے میں ہو یا نظریاتی اعتبار سے ادب کے لیے کوئی نقطۂ نظر پیش کرے اسے 'اصولی' یا 'نظری' تنقید کہتے ہیں لیکن جب ان اصولوں اور نظریات کا اطلاق کسی فن پارے پر کیا جائے یا ان اصولوں کی روشنی میں فن پارے کا تجزیہ اور تشریح کی جائے تو اس کو 'اطلاقی تنقید' کہتے ہیں۔ پروفیسر عبدالمغنی نے نظری و عملی تنقید کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''تنقید کی دو قسمیں عمومی طور پر ہوتی ہیں۔ ایک نظری تنقید اور دوسری عملی تنقید۔ نظری تنقید وہ ہے، جس میں اصول تنقید سے بحث ہوتی ہے اور ایک ناقد کے تصور ادب اور نظریۂ تنقید پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ پھر ادب و فن کے عام اصول و قواعد اور افکار و تصورات پر گفتگو کی جاتی ہے۔ ادیب اور شاعر کے عمومی مسائل کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ عملی تنقید وہ ہے، جس میں ادب اور تنقید کے اصول و تصورات اور نظریات و افکار کا اطلاق ادبی تخلیقات کے نمونوں پر کیا جاتا ہے اور تجزیہ و تبصرہ کر کے بتایا جاتا ہے کہ یہ نمونے کن اوصاف اور اقدار و معیار کے حامل ہیں اور تاریخ ادب میں ان کی کیا قدر و قیمت و حیثیت متعین ہوتی ہے۔''[۱۱]

عبدالمغنی کی تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نظری تنقید اصولوں سے بحث کرتی ہے اور عملی تنقید انہیں اصولوں کی روشنی میں ادب کا مطالعہ کرتی ہے۔ کسی بھی فن پارے کو جانچنے، پرکھنے کے لیے نقاد کے پیش نظر کچھ ادبی نظریات ہوتے ہیں، جس کی مدد سے وہ فن پارے کا معیار متعین کرتا ہے۔ سید احتشام حسین نے عملی و نظری تنقید کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''تنقید میں خود تنقید کے اصول و نظریات کا مطالعہ بھی شامل ہے اور ادبی تصانیف کا مطالعہ بھی۔ اصول و نظریات میں ادب اور زندگی کا رشتہ، حقیقت اور تخیل، افادیت اور پروپیگنڈہ، مواد اور ہیئت کا تعلق، حسن کا مفہوم، تنقید نگار کا نقطہ نظر، ادب اور عوام، شعر و ادب میں زبان کی جگہ، اسلوب، فنی اصول و روایاتِ فن چند

اہم مباحث ہیں، جن کے ضمن میں اور بہت سے معاشی، سماجی پہلو آئیں گے۔
اگر نقاد ان مسائل پر واضح رائے نہیں رکھتا اور اپنی رایوں کو کسی مخصوص فلسفۂ ادب
سے منطقیانہ طور پر ہم آہنگ نہیں کرسکتا تو اسے عملی تنقید کے میدان میں قدم رکھنے
کا حق نہیں ہے کیونکہ انہیں مسائل کے علم کو بنیاد بنا کر وہ کسی ادب پارے کا تجزیہ
کرسکتا ہے، اس میں مواد اور موضوع کی صداقت اور فن کی خصوصیت کی جستجو
کرسکتا ہے ورنہ وہ تو محض اپنے غیر تنقیدی تاثرات پیش کرسکے گا یا تشریح پر اکتفا
کرنے پر مجبور ہوگا۔ مندرجہ بالا مسائل کے متعلق نقاد جس قسم کے رائے رکھتا ہوگا
اس کے مطابق اس کی عملی تنقید ہوگی۔'' ۱۲؎

احتشام حسین کے اس اقتباس سے نظری و عملی تنقید میں فرق واضح ہوجاتا ہے۔ آگے کے صفحات پر
ان دونوں کا الگ الگ تفصیلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

## (الف) نظری تنقید

نظری تنقید کا تعلق ادب کے اصول و نظریات اور ان اصولوں کی توضیح و تفہیم سے ہے۔ نظری تنقید،
تنقید کا وہ شعبہ ہے، جس میں ادب کی ماہیئت، طرز وجود اور مقاصد سے بحث کی جاتی ہے۔ نظری تنقید اس
قسم کے سوالات سے بحث کرتی ہے کہ شعر و ادب کیا ہے؟ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ اس کا زندگی
سے کیا رشتہ ہے؟ اسی طرح اصناف ادب کی اصول سازی اور ان کی شناخت نظری تنقید کے ذیل میں آتی
ہے۔ نظری تنقید کا مفہوم واضح کرتے ہوئے پروفیسر ابوالکلام قاسمی لکھتے ہیں:

''ادبی تنقید کا نام لیا جائے تو بالعموم اس سے اطلاقی تنقید مراد لی جاتی ہے۔ یعنی
کوئی ایسی تحریر جو ادبی متن کے مطالعہ، تفہیم، تجزیے، تقابل، تشریح اور تعبیر جیسے
وسیلوں کو استعمال کرنے کے بعد ادب پارے کی جانچ پرکھ کرے۔'' ۱۳؎

اس تعریف سے یہ بات صاف ہوجاتی ہے کہ نظری تنقید ادب اور تنقید کے بنیادی اصولوں سے
بحث کرتی ہے۔ نظری تنقید کا کام ایسے اصول و نظریات بنانا ہے، جن کی روشنی میں ہم کسی ادیب، کسی ادب
پارے، کسی ادبی دبستان یا کسی ادبی تحریک کا تجزیہ کرسکیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نظری تنقید کی ہی روشنی میں ہم

ادب پاروں کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے حسن و قبح کے راہ نما اصول مقرر کرتے ہیں۔ ایم۔ ایچ۔ ابرامز (M.H. Abrams) نے نظری تنقید کی حسب ذیل تعریف بیان کی ہے:

"Theoretical Criticism under takes to establish on the basis of general principles, a coherent set of terms, distinctions and categories to be applied to the consideration and interpretation of work of literature." 14

نظری تنقید کا کام فن پارے کے مطالعہ کا اصول مقرر کرنا ہے۔ کسی بھی ادب پارے کو جانچنے کے لیے نقاد کو کچھ اصول درکار ہوتے ہیں، جن کی روشنی میں فن پارے کا مطالعہ اور تجزیہ کیا جاتا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نظری تنقید کے منصب سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نظری تنقید کا سب سے پہلا کام یہ ٹھہرا کہ وہ فن پارے کی پہچان فن پارے کے حوالے سے متعین کرسکتی ہے، اور چونکہ فن پارے میں لازمیت ہوتی ہے، اس لیے اس نظریاتی تنقید میں بھی لازمیت اس حد تک ہوگی، جس حد تک فن پارے میں ہوتی ہے۔'' ۱۵

شمس الرحمٰن فاروقی کے اس اقتباس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ جہاں فن ہوگا وہاں تنقید بھی ہوگی اور نظری تنقید فن پارے کے اصل وجود سے بحث کرتی ہے۔ نظری تنقید دراصل عملی تنقید کو بنیادیں فراہم کرتی ہے۔ نظری تنقید کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فاروقی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''نظریاتی تنقید کی ضرورت یا اہمیت کیا ہے؟ اس سلسلے میں کم سے کم دو باتیں کہی جاسکتی ہیں۔ اول تو یہ کہ بہت ساری نظریاتی تنقید مخصوص فن پاروں کے ہی حوالہ سے بات کرتی ہے، اس کی بہترین مثال ارسطو کی بوطیقا ہے۔ قاضی جرجانی کی کتاب ''المتنبی اور اس کے مخالفین کے درمیان بیچ کی راہ'' اور حالی کا مقدمہ بھی اسی قبیل کے ہیں ............ دوسری بات یہ کہ نظریاتی تنقید ایسے اصول وضع یا دریافت کرتی ہے، جن کی روشنی میں مخصوص فن پاروں پر معنی خیز اور بامعنی اظہار خیال ہوسکتا ہے۔ یعنی اگر نظریاتی تنقید نہ ہو تو بقیہ تنقید، جسے آسانی کے لیے عملی تنقید کہا جاسکتا ہے، وجود میں نہیں آسکتی۔'' ۱۶

شمس الرحمٰن فاروقی کی اس وضاحت سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ نظری تنقید، عملی تنقید پر فوقیت رکھتی ہے۔ نظری تنقید ہر دور میں نئے معیار، اقدار اور اصول مقرر کرتی ہے، جبکہ عملی تنقید ان ہی اصولوں کی بنیاد پر فن پاروں کی جانچ پرکھ کا کام انجام دیتی ہے۔ غرض یہ کہ بغیر اصول وضوابط کے فن پارے کے حسن و قبح اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

زمانے میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا سب سے زیادہ اثر شعر و ادب پر ہوتا ہے۔ ہر فن پارہ اپنی تہذیبی روایات، ماحول اور اپنے عہد کے مسائل سے متاثر ہوتا ہے۔ اس لیے انہیں تقاضوں اور مسائل کے مطابق ادب کی تعریف کا تعین ہوتا ہے۔ ہر فن پارے کی پرکھ کے اصول وضوابط دوسرے فن پارے سے بہت حد تک مختلف ہوتے ہیں۔ ارسطو کی 'بوطیقا' سے لے کر آج تک ناقدین نے ادب کے نئے نئے اصول وضوابط بنائے ہیں، جن کی روشنی میں فن پارے کی قدر و قیمت کا تعین ہوتا ہے۔

ارسطو کی کتاب 'بوطیقا' نظری تنقید کی اولین مثال مانی جاتی ہے۔ اس کتاب میں ارسطو نے شاعری کی ماہیئت اور مقاصد سے بحث کی ہے۔ کچھ ناقدین کا خیال ہے کہ نظری تنقید کی ابتداء انگلستان میں اسپین اور اٹلی کے نقادوں Scaligar اور Vives کے زیر اثر سڈنی کے زمانے میں ۱۵۷۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ ان کے علاوہ تنقیدی اصول و نظریات کو مرتب کرنے میں کولرج، میتھیو آرنلڈ، ٹی. ایس. ایلیٹ، آئی. اے. رچرڈس، ولسن، سارتر، جویل اسپنگاران وغیرہ کا نام بھی اہم ہے۔

اردو میں نظری تنقید کے سلسلے میں سب سے اہم اور پہلا نام مولانا حالی کا ہے، جنہوں نے "مقدمہ شعرو شاعری" (۱۸۹۳ء) لکھ کر اس کی بنیاد ڈالی۔ حالی سے قبل اردو میں تنقید نظر تو آتی ہے مگر اس کے کوئی طے شدہ اصول موجود نہیں تھے۔ حالی نے "مقدمہ شعر و شاعری" میں شعر و شاعری کے مختلف پہلوؤں کو مختلف زاویے سے دیکھا اور تفصیل سے اپنے نظریات کا اظہار کیا۔ حالی کے بعد میراجی، احتشام حسین، محمد حسن عسکری، آل احمد سرور، سلیم احمد، وزیر آغا، حامدی کاشمیری، شمس الرحمٰن فاروقی، گوپی چند نارنگ وغیرہ کا نام شامل ہے، جنہوں نے نظری تنقید کو فروغ دینے میں اہم رول ادا کیا۔

## (ب) عملی تنقید

عملی تنقید کا تعلق نظری تنقید کے تحت بنائے گئے اصولوں اور نظریوں کی بنیاد پر فن کار اور اس کی تخلیقات کی جانچ پرکھ سے ہے۔ عملی تنقید فن پاروں کا تجزیہ کرتی ہے، جس کا تعلق فن اور خیال دونوں کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ اس کا مقصد ادب کو ادب کی حیثیت سے مخصوص شناخت عطا کرنا اور ایسی غیر متعلق معلومات اور بحثوں سے صرفِ نظر کرنا ہے، جن کا ادب سے براہ راست رشتہ نہیں ہوتا۔ عملی تنقید کی وضاحت ایم. ایچ. ابرامز (M.H.Abrams) نے اس طرح کی ہے:

> "Practical Criticism or 'Applied Criticism' concerns itself with the discussion of particular works and writers; in an applied critique, the theorectical principles controlling the analysis and evaluation are left implicity, or brought it only as the occassion demands." 17

یعنی عملی تنقید کا تعلق در اصل نظری تنقید کے تحت بنائے گئے اصولوں سے ہوتا ہے۔ یہ ایک خاص ترتیب کے ساتھ تنقید نگاری کا فریضہ انجام دیتی ہے اور اس سلسلہ میں نقاد کو اصول وضوابط کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔ کوئی اصول یا ضابطہ بغیر فن پارے یا متن کے نہیں بنایا جا سکتا۔ اس لیے عملی تنقید کے لیے کسی متن کا پیش نظر ہونا ضروری ہے۔ شعر وادب کی جانچ کے لیے اصول، فن پارے کی جانچ پرکھ کے دوران ہی بنتے ہیں۔ اس سلسلے میں سید احتشام حسین نے اپنی رائے اس طرح بیان کی ہے:

> ''عملی تنقید نظریاتی تنقید کا استعمال ہے۔ شعر وادب کے نمونوں کو جانچنے کے لیے یہ نظریے، شعر وادب کو جانچنے اور پرکھنے ہی کے دوران میں پیدا ہوئے ہیں، اور کہیں سے بن کر نہیں آئے۔ اس لیے تخلیق اور تنقید میں زیادہ فرق کرنا مناسب نہیں۔ ادبی جائزے ادیب کو اپنی کاوشوں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور ادب کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔'' ۱۸

عملی تنقید فن پارے کے ان اجزاء سے بحث کرتی ہے، جن سے فن پارہ تشکیل پاتا ہے۔ عملی تنقید چونکہ متن کا تجزیہ کرتی ہے، اس لیے تنقید فن اور ہیئت کے دائرے میں کام کرتی ہے۔ عملی تنقید شعر کے وزن

اور بحر کا بھی تجزیہ کرتی ہے اس لیے اسے زبان کی خوبی، ساخت، اعراب واصوات، حروف اور دیگر اجزائے ترکیبی کا بھی جائزہ لینا پڑتا ہے، جس سے ادب کی مکمل تشریح وتوضیح ہو جاتی ہے۔ عملی تنقید کرتے وقت نقاد کو زبان کی صنائع بدائع، معانی وبیان، تلمیحات، محاکاتی حسن وغیرہ کے متعلق ہر صنف کے اعتبار سے رائے قائم کرنی پڑتی ہے کیونکہ ان سب کا استعمال ہر ادب پارے میں یکساں طور پر نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے عملی نقاد کو ان تمام باتوں کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔

عملی تنقید شعر کی لفظیات کا بھی مطالعہ کرتی ہے۔ اس لیے جب تک متن کی صحیح اور مناسب قرأت نہیں ہوگی، معنی کی پرتیں نہیں کھلیں گی۔ عملی تنقید کرتے وقت نقاد کو ہر لفظ کا الگ الگ تجزیہ کرنا پڑتا ہے اور متن کے لغوی معنی، استعاراتی معنی، متداول معنی اور اشاراتی معنی پر بحث کرنی پڑتی ہے۔ عملی تنقید کا کام یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ شعر وادب میں کون سا لفظ کن معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ان الفاظ کے کتنے نئے معنی دریافت کیے جا سکتے ہیں۔ غرض یہ کہ معنی کی مختلف جہتوں کا پتا لگانے کے لیے عملی تنقید میں تجزیہ نگاری سب سے کارآمد طریق کار ہے۔ عملی تنقید چونکہ متن پر مبنی ہوتی ہے، اس لیے عملی نقاد کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا کہ ادب پارہ کس شاعر یا ادیب کا تخلیق کیا ہوا ہے۔ وہ کب اور کہاں پیدا ہوا۔ اس نے کس ماحول میں پرورش پائی، اور اس کا سماج میں کیا مرتبہ ہے۔ عملی نقاد تشکیلی عناصر یا ترسیل کے وسائل کی بنیاد پر ہی شعر کو اچھا یا خراب کہتا ہے اور اس بات کی وجہ بھی بتاتا ہے کہ اگر کوئی شعر اچھا ہے تو کیوں؟ اور اگر کمزور ہے تو کیوں؟

عملی تنقید کا ایک کام متون کا موازنہ کرنا بھی ہے، اس کے لیے نقاد دو سے زائد شاعروں اور ادیبوں کا متن سامنے رکھتا ہے۔ اس عمل میں نقاد الفاظ کے دروبست، تشبیہ واستعارات کی ندرت، پیکروں کا التزام اور بندش کی صفائی وغیرہ کو ذہن میں رکھ کر فن پارے کا موازنہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی شعر یا نظم کا تجزیہ کر رہے ہیں تو اس میں شاعر نے جس خیال کو بیان کیا ہے، اس کی وضاحت کرنی ہوتی ہے۔ ہر انسان کے جذبات دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں اور وقت اور حالات کے اعتبار سے اس کی جذباتی سطح بھی بدلتی رہتی ہے۔ اس تبدیلی کا اثر شعر یا نظم میں نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے کبھی شاعر کا لہجہ بلند ہوتا ہے تو کبھی دھیما ہو جاتا ہے، کبھی بات آہستہ ہوتی ہے تو کبھی لہجے میں تندی آجاتی ہے، کبھی نرم وشیریں زبان

استعمال ہوگی تو کبھی زبان میں شوکت اور شکوہ ہوگا، غرض یہ کہ جس طرح کے جذبات ہوں گے اسی طرح کا فن پارہ ہوگا۔ شعر وادب میں اس تبدیلی کی وجہ انسانی شخصیت کا مختلف ہونا ہے۔ ہر ایک شخص دوسرے سے منفرد ہوتا ہے، جس کی وجہ سے لہجے میں یکسانیت ممکن نہیں مثال کے طور پر میر اور سودا کا یہ شعر:

میر تقی میر:

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سوگیا ہے

سودا:

سودا کی جو بالیں پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

ان دونوں اشعار میں مضمون ایک ہی باندھا گیا ہے مگر شخصیت کا فرق ہونے کی وجہ سے شعر کی ادائیگی، اس کے لہجے اور آہنگ میں فرق آگیا ہے۔

عملی تنقید کے طریقِ کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ابوذر عثمانی لکھتے ہیں:

"عملی تنقید کا رطریق کار لفظی اور لسانی تجزیے کے جس عمل پر مبنی ہے، اس کے پیچھے شعر وادب کے مطالعے کا واضح اور کلی شعور کار فرما ہوتا ہے۔ اس میں اصل اہمیت الفاظ کے مطالعے کو حاصل ہوتی ہے، جن کے ذریعہ شاعر اور ادیب اپنے فکر وتخیل کے نقوش اجاگر کرتا اور اپنے تجربات اور احساسات کو معنویت عطا کرتا ہے۔ یہ الفاظ ہی ہیں، جن سے اس کے احساس اور تخیل کی کارفرمائیوں اور موضوع اور فن کے سلسلے میں اس کے رویے کی جانکاری ہوتی ہے۔" [۱۹]

عملی تنقید چونکہ بہت باریک بینی کا کام ہے، اس لیے عملی نقاد کو بہت محتاط اور سنجیدگی کے ساتھ متن کا تجزیہ کرکے اس کی قدر وقیمت متعین کرنی پڑتی ہے۔ تجزیہ کرنے کے دوران نقاد کو متن کے ایک ایک جز کو الگ کرکے سمجھنا اور پرکھنا پڑتا ہے۔ عملی تنقید کرتے وقت نقاد کو تکنیک اور فن کے متعلق بہت سے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً فن پارے کی ساخت کیا ہے؟ شعر میں بحر اور وزن درست ہے یا نہیں؟ ہیئت کیسی ہے؟ پیکر

تراشی کی نوعیت کیا ہے؟ متن کا ظاہری مفہوم کیا ہے؟ اس کے مختلف مفاہیم کیا ہیں؟ معنی کی کوئی نئی جہت دریافت کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ غرض یہ کہ عملی نقاد کا کام ان تمام سوالات سے نبرد آزما ہوتا ہے۔ وہ تنقید لکھتے وقت بہت محتاط رہتا ہے، ایک لفظ بھی بے محل یا فضول نہیں لکھتا اور نہ ہی ایسے جملے استعمال کرتا ہے، جس سے کہ تنقید کی سنجیدگی مجروح ہو جائے۔ عملی تنقید ہی قاری اور فن پارے کے درمیان تعلق قائم کرتی ہے اور نتیجہ میں بہترین ادب کی تخلیق ممکن ہوتی ہے۔

عملی تنقید کے تسلسل پر غور و فکر کی ابتداء آئی۔اے۔ رچرڈس (I. A. Richards) سے ہوتی ہے۔ ۱۹۲۹ء میں اس موضوع پر رچرڈس کی مشہور کتاب "Practical Criticism" شائع ہوئی۔ رچرڈس کیمبرج یونیورسٹی (Cambridge University) میں انگریزی کے استاد تھے۔ انہوں نے اپنے طلباء سے شاعروں کا نام چھپا کر نظموں کا تجزیہ کرایا، جس کی وجہ سے وہ حیرت انگیز تجربے سے دوچار ہوئے۔ طلباء کے ذریعہ کیے گئے متون کے تجزیے تعبیر و تشریح کے اعتبار سے بہت مختلف تھے۔ اس طرح تنقید میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ رچرڈس نے ہی سب سے پہلے شاعری کے تجزیاتی مطالعہ کے طریقِ کار کا استعمال کیا اور نظموں کے تجزیہ میں زبان و بیان، الفاظ کے تناسب اور توازن وغیرہ پر زور دیا۔ آئی۔ اے۔ رچرڈس کے بعد ڈرائیڈن، جانسن، کولرج، ٹی۔ ایس۔ ایلیٹ وغیرہ عملی تنقید کی تاریخ میں نمایاں اور اہم نام ہیں۔

اردو میں عملی تنقید کی تاریخ پر غور کریں تو ہمیں شعراء کے تذکروں میں اس کے اولین لیکن دھندلے نقوش نظر آتے ہیں۔ شعراء کے کلام پر رائے اور ان کا تقابلی مقابلہ عملی تنقید کی ابتدائی کوشش قرار دی جاسکتی ہے۔

اردو میں عملی تنقید کا باقاعدہ آغاز حالؔی سے ہوتا ہے، حالؔی کی تحریروں میں عملی تنقید کے نمونے دو جگہوں پر ملتے ہیں۔ ''مقدمہ شعر و شاعری'' میں جہاں انہوں نے شاعری کی مختلف اصناف یعنی غزل، قصیدہ، مرثیہ اور مثنوی پر مختلف پہلوؤں سے تنقیدی گفتگو کی ہے اور دوسری جگہ ان سوانح عمریوں میں جن میں حالؔی نے حالات زندگی بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شخصیتوں کی ادبی تخلیقات کا تجزیہ کیا ہے۔ حالؔی کے بعد شبلؔی نے ''موازنہ انیس و دبیر'' لکھ کر اس روایت کو آگے بڑھایا۔ حالؔی اور شبلؔی کے بعد میراجی نے نظموں کا تجزیہ لکھ کر عملی تنقید کی عمدہ مثال پیش کی۔ میراجی نے جن نظموں کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے وہ''

اس نظم میں'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع ہو چکی ہے۔کلیم الدین احمد نے ''اردو شاعری پر ایک نظر'' اور ''عملی تنقید'' لکھ کر اس طریقۂ تنقید کے اصول اور طریقۂ کار پر مزید روشنی ڈالی۔کلیم الدین احمد کے علاوہ شمس الرحمٰن فاروقی، وزیر آغا، احتشام حسین، آل احمد سرور، قاضی افضال حسین، اسلوب احمد انصاری وغیرہ کی تحریروں میں عملی تنقید کی معیاری نمونے دیکھنے کو ملتی ہیں۔

## تنقید کا منصب

تنقید ادب پارے کی پرکھ، اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو سمجھنے اور سمجھانے کا نام ہے۔نقاد کا کام فن پارے کی قدر و قیمت کا تعین کرنا ہے اور اس کام کے لیے جو اصول وضوابط مقرر کیے گئے ہیں، نقاد انہیں اصولوں کی روشنی میں متون کا تنقیدی تجزیہ کرتا ہے۔ٹی.ایس.ایلیٹ کے الفاظ میں:

> ''تنقید کا فریضہ یہ ہے کہ وہ فن پارے کے تجزیے وتشریح سے اس کی قدر و قیمت کرے۔یہی نہیں بلکہ ان قدروں کا جو پہلے سے متعین ہو چکی ہے، کسی نئی صورت حال کے پیش نظر بار دیگر تعین کرے۔''[20]

تنقید کے دائرۂ کار میں جہاں ایک طرف فن پارے کے نقائص کی نشان دہی کرنا ہے وہیں دوسری طرف فن پارے کے محاسن کو نمایاں کرنا بھی ہے۔اس کام کے لیے غیر جانب داری، معروضیت اور توازن شرط ہے۔غیر جانبداری اس کا منصب ہے۔تنقید اپنے منصب کی ادائیگی کے لیے جس طریق کار کو بروئے کار لاتی ہے، اس میں تجزیہ، تشریح اور تعین قدر اہمیت کی حامل ہے۔انہی تینوں عناصر کی روشنی میں نقاد کسی فن پارے کے محاسن اور معائب متعین کرتا ہے۔تفصیل اس اجمال کی حسب ذیل ہے:

### (الف) تشریح

تشریح سے مراد یہ ہے کہ تخلیق کے معانی کی دریافت اور اس کی تفصیلات اس طرح بیان کی جائیں، جیسا کہ مصنف خود کرنا چاہتا ہے۔یعنی کسی بھی ادب پارے کا پورے سیاق وسباق کے ساتھ جائزہ لیا

جائے۔ نقاد کو تشریح کرتے وقت موضوع اور مضامین، معانی اور لغت، صرف ونحو پر خاص توجہ دینا چاہیے تا کہ پڑھنے والے کو فن پارے کا حقیقی مفہوم معلوم ہو جائے۔ عبادت بریلوی تشریح کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''تنقید نگاری کے لیے ضروری ہے کہ وہ فنی تخلیقات میں سموئے ہوئے مفاہیم و مطالب کو بے نقاب کرے۔ ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھائے اور اس پر مختلف زاویوں سے روشنی ڈال کر یہ بتائے کہ اس تخلیق کی اہمیت کیا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب تنقید نگار میں بیک وقت ایک پڑھنے والے ایک سمجھنے اور پرکھنے والے، ایک تشریح کرنے والے ایک مصنف اور ایک محتسب کی تمام خصوصیات جمع ہو جائیں کیونکہ تنقید انہیں تمام چیزوں سے مرتب ہوتی ہے۔''[۲۱]

اس اقتباس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ تشریح کا مقصد کسی فنی تخلیق کے خیالات و مطالب کی شرح کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ فن پارے کی تشریح کرتے وقت تنقید نگار ہر لفظ پر غور کرتا ہے اور ان کے درمیان تعلق کی نوعیت کو مکمل صورت میں پیش کرتا ہے۔ تشریح و توضیح کرنے کے بعد تنقید نگار متن کی تعین قدر کرتا ہے کہ کسی کتاب کا اصل جوہر کیا ہے اور اس میں فن کی حیثیت سے کیا خوبی پائی جاتی ہے۔ حالی نے ''یادگار غالب'' میں غالب کے متعدد اشعار کی تشریح لکھی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شعر کی تشریح کرتے ہوئے حالی لکھتے ہیں:

ہے ہوا میں شراب کی تاثیر ● بادہ نوشی ہے بادپیمائی

> ''یہ شعر بہار کی تعریف میں ہے۔ اس میں بادپیمائی کے لفظ نے دو معنی پیدا کرے ہیں، بادپیمائی عبث کام کرنے کو کہتے ہیں، پس ایک معنی تو اس کے یہ ہیں کہ فصل بہار کی ہوا ایسی نشاط انگیز ہے کہ گویا اس میں شراب کی تاثیر پیدا ہوگئی ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو بادہ نوشی محض بادپیمائی یعنی فضول کام ہے۔ اس صورت میں بادہ نوشی مبتدا ہوگا، اور بادپیمائی خبر۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ بادپیمائی کو مبتدا اور بادہ نوشی کو خبر قرار دیا جائے اور جس طرح بادہ پیمائی کی معنی بادہ خواری کے ہیں اسی طرح بادپیمائی کے 'ہوا کھانے' کے لیے جائیں۔ اس صورت میں یہ مطلب نکلے گا کہ آج کل ہوا کھانا بھی شراب پینا ہے۔''[۲۲]

اس طرح تنقید میں تشریح سے مراد کسی فنی تخلیق کے مطالب، خیالات اور منشائے مصنف کی وضاحت اپنے الفاظ میں بیان کرنا ہے لیکن تشریح سے نہ تو کوئی فیصلہ اخذ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کا حسن وقبح بیان کرتے ہوئے قدر و قیمت کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے تنقید کے منصب کو پورا کرنے کے لیے فن پارے کا تجزیہ اور تعین قدر بھی لازمی عنصر ہے۔

## (ب) تجزیہ

تجزیے کے معنی یہ ہیں کہ کسی تخلیق کے معنوی حسن کے ساتھ ساتھ فن کار کے خیالات اور تمام لفظی محاسن کو بھی سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ تنقید نگار کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ہر پہلو پر نگاہ رکھ کر اس بات کا تجزیہ کرے کہ فن کار نے کیا کہا ہے اور کس طرح کہا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے؟ اگر ان مسائل پر اس کی نگاہ ہوگی تو اس کا تجزیہ پسندیدہ اور معیاری ہوگا۔ عبادت بریلوی نے تجزیے کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''تجزیہ سے مراد ہے کہ تنقید نگار فنی تخلیقات میں ڈوب کر اور کھول کر فن کے مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرے یعنی وہ خود اس جگہ پہنچ جائے، جہاں مصنف یا فن کار پہنچتا ہے اور اس کی باتوں کو پوری طرح سمجھ کر عوام کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ اس کے اچھے اور برے تمام پہلو نمایاں ہو جائیں۔'' ۲۳

تجزیے میں فن کار اور اس کی تخلیقات کا باریکی سے مطالعہ کیا جاتا ہے۔ الفاظ کی نشست، اس کی صوتی اور معنوی خوبی نیز محاوروں اور صنعتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات فن کار خود بھی یہ نہیں جانتا کہ کوئی لفظ اس نے کیوں استعمال کیا ہے۔ تجزیاتی نقاد یہ بھی بتاتا ہے کہ شاعر/ادیب نے اپنے خیالات کے اظہار کے لیے مناسب ترین ذریعۂ اظہار کا استعمال کیا ہے یا نہیں؟ مثال کے طور پر شمس الرحمٰن فاروقی نے میر تقی میر کے ایک شعر کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

میر ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

............میرؔ کے شعر میں اصل خوبی تشبیہ میں نہیں ہے بلکہ لفظ میرؔ میں ہے بلکہ اس مصرعہ سے تخلص

نکال کر اسے یوں کر دیا جائے:

تیری ان نیم باز آنکھوں میں
آج ان نیم باز آنکھوں میں
ہائے ان نیم باز آنکھوں میں

وغیرہ تو شاعری فوراً غائب ہو جاتی ہے کیونکہ دراصل یہ شعر لفظ ''میر'' کے استعمال سے انکشاف اور تحیر کا پیکر بن گیا ہے۔ ''میر ان نیم باز آنکھوں میں'' کہنے سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے اچانک یہ محسوس کیا کہ ارے ''ان نیم باز آنکھوں'' کا راز یہ ہے کہ ان کی ساری مستی شراب کی سی ہے۔ لہٰذا یہ شعر یا تو محبوبہ کا سامنا ہونے پر انکشاف کی صورت حال بیان کر رہا ہے یا سامنا ہونے کے بعد تنہائی میں زیر لب کہی ہوئی بات ہے، جس میں ایک رنجیدہ تمنائیت ہے۔''[۲۴]

تجزیہ ایک مشکل فن ہے۔ تجزیہ نگار میں فن پارے کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت ہونی چاہئے۔ اس کو الفاظ کے صوتیاتی، لفظیاتی اور معنوی محاسن کا ادراک ہونا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ تجزیہ نگار کو فصاحت، بلاغت، تشبیہ، کنایہ، مجاز مرسل وغیرہ پر بھی قدرت حاصل ہونی چاہئے تاکہ وہ متن کے مفاہیم اور مطالب کی صحیح تشریح و تجزیہ کر سکے اور متن کے محاسن اور معائب کا غیر جانبداری سے بیان کر سکے۔

## (ج) تعین قدر

ایک اچھے نقاد میں یہ صلاحیت ہونی چاہئے کہ وہ فن پارے کی تشریح و تجزیے کے بعد اس کی قدر و قیمت بھی متعین کرے۔ نقاد کے پاس ادب کی قدروں کے تعین کے لیے چند اصول و نظریات ہوتے ہیں، جن سے وہ فن پارے کے متعلق رائے قائم کرتا ہے۔

نقاد اپنے تجربات اور نظریات کی بنیاد پر ادب پارے کے بارے میں جو رائے قائم کرتا ہے وہ مضبوط دلائل کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کوئی فن پارہ اچھا ہے تو کیوں اور اس میں اگر کوئی عیب یا کمزوری ہے تو کیوں ہے۔

تنقید نگاری کا زیادہ تر سروکار تعین قدر سے ہوتا ہے۔ یعنی تشریح و تجزیے کی مدد سے رائے قائم کرنا کہ ادب پارہ کس درجے کا ہے۔ فن پارے کی قدر و قیمت متعین کرتے وقت نقاد کو اپنی ذاتی پسند و ناپسند اور دیگر متعلقات سے صرف نظر کر کے فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ بعض اوقات نقاد ذاتی اور غیر ادبی بحثوں میں الجھ کر رہ جاتا ہے، جس کی وجہ سے شاعر یا ادیب کی صحیح قدر و قیمت کا تعین نہیں ہو پاتا۔ کلیم الدین احمد نے اسی صورت حال سے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''نقاد میں یہ طاقت بھی ہوتی ہے کہ وہ شاعر کے دماغ میں سما کر اس کے تجربے کے ہر عنصر کو سمجھ سکتا ہے اور خود سمجھ کر دوسروں کو سمجھا بھی سکتا ہے۔ وہ اس تجربے کی قدر و قیمت کا اندازہ کرتا ہے اور اس سلسلے میں اپنے ذاتی خیالات، جذبات اور رجحانات کو وقتی طور پر بھول جاتا ہے۔'' ۲۵

تعین قدر تنقید نگاری کا سب سے اہم اور مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ اس کے لیے نقاد کو بہت محتاط ہونا چاہئے اور اپنے تاثرات اور نظریات کو عقل کی کسوٹی پر پرکھ کر فیصلہ صادر کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات نقاد اس مرحلے پر اپنی ذاتی پسند و ناپسند کے تحت فن پارے کی قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے۔ یہ تنقید کا عیب ہے۔ تنقید نگار کو ایک ایسا انسان ہونا چاہئے، جو ہر بات کو سمجھ سکے۔ یعنی زبان کی خوبی، اعراب و اصوات، فن و تکنیک، ہیئت و اسلوب وغیرہ کی باریکیوں سے بخوبی واقف ہو۔ اسکاٹ جیمس تنقید نگاری کے حدود کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "But a piece of literature implies not only a writer but also a reader. There is a voice at one and; a listener at the other. The critic is the listener who understand what is said to him, missing nothing from the deeper weight of the meaning to the subtlest indications of a tone of voice." 26

یعنی ایک ادبی تخلیق صرف لکھنے والے ہی سے نہیں بلکہ پڑھنے والے سے بھی سروکار رکھتی ہے۔ نقاد ایک قاری کی حیثیت رکھتا ہے، جو بغیر کچھ نظر انداز کیے ہوئے اس کی گہرائیوں میں پوشیدہ معانی اور آواز کے لہجے کو سمجھتا ہے، جو کچھ اس میں کہا گیا ہے وہ اس کو پسند کرے یا نہ کرے وہ خواہ سچ ہو یا جھوٹ، شیریں ہو یا تلخ، لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اسے اس کو اچھی طرح سمجھنا چاہئے اور پھر اس کو اچھائی اور

برائی کا فیصلہ کرنا چاہیے۔ غرض یہ کہ تنقید کا کام تخلیق میں صرف محاسن اور معائب کی نشان دہی کرنا یا تشریح و تجزیہ کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ فن پارے کی قدر و قیمت متعین کرنا بھی ہوتا ہے۔ فن پارے کی قدر و قیمت کے تعین سے ہی اچھا ادب سامنے آسکتا ہے۔

○

## حواشی:

(۱) ''اصول انتقاد ادبیات'' عابد علی عابد، مجلس ترقی اردو، لاہور ۱۹۴۰، ص-۱

(۲) اردو لغت (جلد پنجم)، اردو ڈکشنری بورڈ، کراچی (ترقی اردو بورڈ) ۱۹۸۳ء، ص-۴۱۴، ۴۱۳

(۳) Webster new Collegiate Dictionary , Vth Edition, Page 197

(۴) ''نظریاتی تنقید: مسائل ومباحث'' ابوالکلام قاسمی، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۲۰۰۶ء، ص-۵

(۵) Principles of Literary Criticism by I.A. Richards, London Routledge and Kegan Paul 1952, Page 2

(۶) A Dictionary of Literary Terms, J.A. Cuddon, V Edition Pengin Book, 1991 ,Page 163

(۷) ''تنقید کیا ہے؟'' آل احمد سرور، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، دہلی، بار سوم ۱۹۵۷ء، ص-۲۰۲

(۸) ''اشارات تنقید'' سید عبداللہ، کاک آفسیٹ پرنٹرس، دہلی ۲۰۰۲ء، ص-۱۰

(۹) Literature and criticism, H. Coombes, Chatto and Windus London, Page 14

(۱۰) ''اردو تنقید پر ایک نظر'' کلیم الدین احمد، بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ ۲۰۱۰ء، ص-۱۶

(۱۱) ''تشکیل جدید'' عبدالمغنی، دی آرٹ پریس، سلطان گنج، پٹنہ ۱۹۷۶ء، ص-۱۷۳، ۱۷۴

(۱۲) ''تنقید و عملی تنقید'' سید احتشام حسین، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۲۰۰۵ء، ص-۲۳

(۱۳) ''نظریاتی تنقید: مسائل ومباحث'' ابوالکلام قاسمی، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۲۰۰۶ء، ص-۷

(۱۴) A Glossory of Literary Terms, M.H. Abrams, 1970, CBS Publishing House, Japan, Page 36

(۱۵) ''تنقیدی افکار'' شمس الرحمٰن فاروقی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی ۲۰۰۴ء، ص-۳۱

(۱۶) ایضاً ص-۹، ۸

(۱۷) A Glossory of Literary Terms, M.H. Abrams, 1970, Page 36

(۱۸) ''تنقید و عملی تنقید'' سید احتشام حسین، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ ۲۰۰۵ء، ص-۲۹

(۱۹) ''فنکار سے فن تک'' ابوذر عثمانی، ارشد عثمان، کریم منزل متصل کدہ رانچی، ۱۹۷۸ء، ص-۲۳۴

(۲۰) ''مغربی تنقید کے اصول'' سجاد باقر رضوی، نصرت پبلیشرز لکھنو، ۱۹۸۵، ص-۳۲۱

(۲۱) ''اردو تنقید کا ارتقاء'' عبادت بریلوی، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۱۹۹۴ء، ص-۳۴

(۲۲) ''یادگار غالب'' (حصہ اردو) حالی، تصحیح و ترتیب مالک رام، مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ، نئی دہلی، ص-۱۴۹

(۲۳) ''اردو تنقید کا ارتقاء'' عبادت بریلوی، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ ۱۹۹۴ء، ص-۳۳

(۲۴) ''شعر، غیر شعر اور نثر'' شمس الرحمٰن فاروقی، شب خون کتاب گھر، الہ آباد ۱۹۷۳ء، ص-۵۷، ۵۶

(۲۵) ''اردو تنقید پر ایک نظر'' کلیم الدین احمد، بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ ۲۰۱۰ء، ص-۱۷

(۲۶) Making of Literature, R.A. Scott James, London Secker & Warbung, 1956, Page 375